International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

Shari'a review of prevailing deductions in Aharti bill in vegetable market

سبزی منڈی میں آڑھتی کے بل میں مروجہ کٹوتیوں کا شرعی جائزہ

Inayat ur Rehman
PhD Islamic studies Scholar HITEC University Taxila.
Dr. Ahmad Hassan Khattak
Assistant Professor Department of Islamic Studies HITEC University Taxila

Abstract

Islam defines practical and obvious paths and directions for man and all of humankind, guiding them not only in matters of faith and worship but also in matters and in every aspect of life. Islam has provided them with principles, such as things and the affairs of the kingdom and governance, etc., rather than a specific shape and manner. It has given guidelines and rules with the idea that a Muslim can manage his affairs effectively as the times and conditions change, so do commercial activity and corporate methods. And every single day, new forms are emerging. Islam is a timeless faith whose adherents adjust to every situation with shifting circumstances. Does not abandon him and instead walks him through each stage. A Muslim must, of course, be conscious of both the Shariah's guiding principles and the newly established situation in business activity. The Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) used to personally visit the marketplaces and bazaars that were in existence at the time, and in addition to inviting people and preaching, he also used to provide the Companions, may Allah be pleased with them, with religious instruction. The Aadhati in the vegetable market occupies the same position as the spine in the body, meaning that everything in the market revolves around it. Landlords and vendors bring their wares to the Aadhati for sale. If so, he creates a bill for the landlord and the merchant after selling the goods and makes deductions under several sections. What proportion of this behavior complies with Shari'a law and what proportion deviates from Shari'a law?

Keywords: vegetable market, religious instruction, humankind, provided, behavior complies

تعارف:

اسلام بنی نوع انسان کی نہ صرف عقائد اور عبادات میں راہنمائی کرتا ہے بلکہ معاملات اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں انسان اور پوری انسانیت کے لیے مفید اور واضح راستے اور جہتیں متعین کرتا ہے۔البتہ اتنی بات ہے کہ جو چیزوں زمانے اور وقت کے ساتھ ساتھ قابل تغیر تھیں ان کے لیے اسلام نے کوئی متعین شکل وصورت اور طریقہ کار دینے کی بجائے اصول فراہم کر دیے ہیں مثلا معاملات اور سلطنت و حکومت کے امور وغیرہ کہ اسلام نے ان کے بارے میں کوئی متعین طریقہ اور شکل طے کرنے کی بجائے ایسے اصول اور مبادیات فراہم کیے ہیں جن کو مد نظر رکھ کر ایک مسلمان اپنے امور احسن طریقے سے سر انجام دے سکتا ہے۔ تجارتی سر گرمیوں اور کاروباری طریقوں میں زمانے اور حالات کے ساتھ ساتھ تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔اور ہر روز نئی سے نئی صورتیں اور شکلیں وجود میں آتی رہتی ہیں۔اور

اسلام ایک ایسا ابدی دین ہے جو بدلتے حالات کے ساتھ کسی بھی موقع پر اپنے پیروکار کو تنہا نہیں چھوڑتا بلکہ قدم قدم پر اس کی راہنمائی کرتا ہے۔البتہ اتنی بات ضروری ہے کہ مسلمان تجارتی سرگرمیوں میں نئی پیدا ہونے والی صورت حال سے واقف ہو اور شریعت کے دیے اصولوں سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔عہد نبوی میں بھی نبی اکرم ﷺ خود بنفس نفیس اس زمانے میں میں موجود منڈیوں اور بازاروں میں تشریف لے جاتے تھے اور دعوت و تبلیغ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی معاملات کے حوالے سے شرعی راہنمائی بھی فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک گندم کے ڈھیر کے پاس سے ہوا اور آپ ﷺ نے اس ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو گندم اندر سے گیلی تھی تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ رات کو اس پر بارش ہو گئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس گیلے حصے کو سامنے کیوں نہیں کیا تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔[i]

سبزی منڈی میں آڑھتی کو وہی مقام حاصل ہوتا ہے جو جسم میں ریڑھ کی ہڈی کو حاصل ہوتا ہے،یعنی اسی کے ادر گرد سبزی منڈی کا سارا نظام گھومتا ہے، منڈی میں جو زمین دار اور بیوپاری اپنا مال فروخت کرنے کے لیے آڑھتی کے پاس لاتے ہیں تو آڑھتی یہ مال فروخت کرنے کے بعد زمین دار اور بیوپاری کو بل بنا کر دیتا ہے،اس بل میں وہ مختلف عنوان سے کٹوتیاں کرتا ہے،اس مقالہ میں سبزی منڈی میں آڑھتی کی ان کٹوتیوں کا شرعی جائزہ لیا جائے گا کہ آڑھتی کا یہ فعل کس حد تک شرعی احکام سے مطابقت رکھتا ہے اور کس حد تک شرعی احکام سے اس میں انحراف ہے،اگر شرعی احکام کی مخالفت ہے تو اس کا قابل عمل متبادل کیا ہے۔مقالہ کے ابتدا میں سبزی منڈی،آڑھتی کی مخصوص اصطلاح کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

آڑھت کا تعارف

سنسکرت زبان میں اصل لفظ ارتھ ہے اور اس سے ماخوذ اردو مستعمل آڑھت ہے۔سب سے پہلے 1845ء میں "حکایات سخن سنج" میں مستعمل ملتا ہے۔آڑھت تین معنوں میں مستعمل ہے:

- دکان،مکان یا جگہ وغیرہ جہاں پر لوگوں کا مال بکنے کے لیے آئے اور بیچنے والے کو بیچنے کا حق المحنت دیا جائے،گنج،تھوک کی دکان،ایجنسی،کمیشن پر خرید و فروخت کا کاروبار
- معاملہ کرانے اور مال بکوانے کا معاوضہ،دلالی،کمیشن،دستوری
- خرید و فروخت کا رابطہ،لین دین[ii]

آڑھتی

آڑھت کے کاروبار کرنے والے کو آڑھتی کہتے ہیں،بعض نے اس کی تعریف یوں کی کہ ایسا شخص جو منڈی میں کمیشن پر لوگوں کو اپنی خدمات فراہم کرے،منڈی میں بیوپاریوں کا مال بیچنے والا،تھوک فروش آڑھتی کہلاتا ہے۔[iii]

سبزی منڈی:

منڈی کا تعارف و حقیقت

لغوی معنی:

اردو لغت میں منڈی درج ذیل معانی کے لیے آتا ہے:

- تجارت گاہ، بڑا بازار جس میں ہر متعلقہ شے اور ہر جنس کی اشیاء بہ افراط آکر جمع ہو اور لوگ خرید کر دوسرے بازاروں میں بیچنے کے لیے لے جائیں، تھوک کا بازار۔
- تھوک فروشی کی جگہ
- (معماری) چبوترے کی طرح کا سانچہ جس میں اینٹوں کو تہہ در تہہ رکھ کر سکھایا جاتا ہے۔
- بڑا تجارتی مرکز، بڑی دکان جس میں مختلف اشیاء واجناس فروخت کے لیے رکھی گئی ہوں ۔
- بڑا میلہ جہاں گائے گھوڑے وغیرہ بکنے یا نمائش کے لیے لائے جائیں؛ وہ چھوٹے گانو جو غلہ جمع کرنے اور دساور کو بھیجنے کے لیے بنائے جاتے ہیں؛ دکان یا گودام؛ غلہ بیچنے کی وہ دکان جس سے متصل ایک گودام ہوتا ہے۔ غلہ ناپنے کے ایک پیانے کا نام۔
- (کنایۃً) آماجگاہ، مرکز، جہاں کثرت سے کوئی چیز پائی جائے۔[iv]

اصطلاحی معنی:

پاکستان کے عام عرف میں منڈی کا لفظ درج ذیل دو معانی کے لیے مستعمل ہے:

1. معاشیات کی اصطلاح میں منڈی کا مفہوم کسی ایک علاقہ یا جگہ تک محدود نہیں، بلکہ اس سے وہ تمام علاقہ مراد ہوتا ہے جہاں بیچنے اور خریدنے والوں کے درمیان اس طرح رابطہ ہو کہ کسی چیز کی قیمت طے پاسکے اور تبادلہ ممکن ہو۔ اس معنی کے لحاظ سے پرچون کے وہ علاقائی بازار جو یومیہ بنیادوں پر نہیں لگتے، بلکہ ہفتہ وار، ماہوار اور مخصوص ایام میں وہ بازار آباد ہوتے ہیں۔ یہ منڈیاں تھوک کی نہیں ہیں، ان میں پرچون خرید و فروخت کی جاتی ہے، تاہم عرف میں ایسے بازاروں پر بھی منڈی کا لفظ بولا جاتا ہے۔[v]
2. عام رائج عرف میں منڈی ایسے جہاں عام دکاندار تھوک کے حساب سے خریداری کرتے ہیں اور پھر اپنے دکانوں میں پرچون میں فروخت کرتے ہیں، لیکن ہر تھوک کے بازار پر بھی منڈی کا اطلاق نہیں کیا جاتا، جیسے کپڑے، چادر، کھلونے، خوشبو وغیرہ کی تھوک کے بازار پر بھی منڈی کا لفظ عرف میں نہیں بولا جاتا۔ عام عرف میں اس اصطلاحی معنی میں بھی چند قیودات ملحوظ ہوتی ہیں، مثلاً اناج غلہ، سبزی و فروٹ وغیرہ جیسی چیزوں کے تھوک بازار پر منڈی کا لفظ بولا جاتا ہے، یہ بازار مستقل بنیادوں پر ہر روز آباد ہوتے ہیں، اور ان میں سے بعض ایسے بازار ہیں جو سیزن کے اعتبار آباد ہوتے ہیں۔ ان منڈیوں کی ایک خصوصیت تو یہ ہے کہ جس جنس کی منڈی ہے تو مذکورہ منڈی میں صرف وہی جنس ہی پائی جاتی ہے، باقی ضرورت کی اشیاء کی خرید و فروخت عمومی طور پر ان میں نہیں ہوتیں۔ دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان منڈی میں آڑھتی (کمیشن ایجنٹ) اور دلال (بروکر) وغیرہ افراد کی وساطت سے کاروبار ہوتا ہے۔[vi]

عربی میں منڈی کے لیے رائج الفاظ

عربی میں منڈی کے لیے "متجر، سوق، اور محل تجاری" کے الفاظ مستعمل ہیں، اور اس کی جمع "متاجر، اسواق" آتی ہے۔[vii]

قرآن کریم میں ہے:

"وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا"[viii]

ترجمہ: اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے، کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ کیوں نہ اترا اس کی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا اس کے ساتھ ڈرانے کو"۔[ix]

جزیرہ عرب میں اسلام کی تاریخ میں تین تجارتی منڈیاں مشہور تھیں جہاں حضور ﷺ بنفس نفیس عامۃ الناس کے سامنے اسلام کی دعوت دینے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ یہ منڈیاں طائف اور مکہ کے درمیان لگا کرتی تھیں۔ "سوق عکاظ، سوق مجنہ، سوق مجاز" کے نام سے معروف ان منڈیوں میں خرید وفروخت کے علاوہ فن کے مظاہرے اور ثقافت کی عکاسی بھی ہوا کرتی تھی۔[x]

انگریزی میں منڈی کے لیے مستعمل لفظ

انگریزی میں منڈی کے لیے "Market" وضع ہے۔ اکسفورڈ ڈکشنری میں "Market" کے ذیل میں درج ذیل معانی لکھے ہیں:

- منڈی، جہاں بہت سی دکانیں ہوں، میلہ، ہاٹ، بازار
- منڈی کی عمارت یا میدان جہاں "ہاٹ" لگائی جائی جائے، فروخت گاہ
- اشیاء یا خدمت کی مانگ یا طلب
- مال طلب کرنے والوں کا حلقہ صارفین
- خرید وفروخت کا موقع
- نرخ، بھاؤ
- کسی خاص جنس کا کاروبار[xi]

منڈی اور مارکیٹ میں فرق

منڈی کے لیے انگریزی میں استعمال ہونے والا لفظ "مارکیٹ" ہے، تاہم پاکستان کے عرف عام میں اسے بالکل الگ معانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں رائج عرف کے مطابق اردو کے لفظ "منڈی" اور انگریزی کے لفظ "مارکیٹ" میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، یعنی ہر منڈی پر مارکیٹ کے لفظ کا اطلاق کیا جاسکتا ہے، تاہم ہر مارکیٹ پر منڈی کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ گویا لفظ "مارکیٹ" عام ہے، اور "منڈی" خاص ہے۔[xii]

بیوپاری کے بل سے آڑھتی درج ذیل کٹوتیاں کرتا ہے:

- کرایہ
- کمیشن
- لاگا
- مزدوری
- مارکیٹ فیس
- منشیانہ

ان کٹوتیوں کے: فقہی احکام درج ذیل ہیں

کرائے کا حکم

یہ بات ذکر ہوچکی کہ عموماً بیوپاری جس گاڑی میں اپنا سامان منڈی میں بھیجتا ہے اس کا کرایہ منڈی مالکان/آڑھتی دیتے ہیں، گاڑی والا اپنا کرایہ وصول کر کے چلا جاتا ہے اور بعد میں جب سامان بک جائے تو منڈی والے وہ کرایہ کاٹ لیتے ہیں۔ اگر بیوپاری اپنا کرایہ خود ادا کرے تو ایسی صورت میں بل سے کرایہ نہیں کاٹا جاتا۔

فقہی نقطہ نظر سے گاڑی والے اور بیوپاری کے درمیان "اجارہ" ہے،اور بیوپاری مستاجر ہے لہذا اسی کے ذمہ گاڑی کا کرایہ ادا کرنا ہے،ان دونوں کا آپس کا معاملہ جائز ہے۔

امام نسفیؒ بیان کرتے ہیں:

" هي بيع منفعةٍ معلومةٍ بأجرٍ معلومٍ ، وما صحّ ثمنًا صحّ أجرةً والمنفعة تعلم ببيان المدّة كالسّكنى والزّراعة فتصحّ على مدّةٍ معلومةٍ أيّ مدّةٍ كانت ولم تزد في الأوقاف على ثلاث سنين أو بالتّسمية كالاستئجار على صبغ الثّوب وخياطته أو بالإشارة كالاستئجار على نقل هذا الطّعام إلى كذا " [xiii]

"اجارہ معلوم اجرت کے ساتھ معلوم منافع کو فروخت کرنا ہے،اور جو چیز ثمن بننے کی صلاحیت رکھتی ہے وہی اجرت بن سکتی ہے۔اور منافع کا علم کبھی مدت کے بیان سے ہوتا ہے جیساکہ رہائش اور زراعت ،لہذا اجارہ معلوم مدت پر جائز ہے خواہ کوئی بھی مدت رکھی جائے،اور اوقاف کی چیز میں تین سال سے زائد کی مدت درست نہیں،اور کبھی منافع کو علم کام کے مقرر کرنے سے ہوتا ہے مثلاً کپڑے کا رنگنا،اور اس کی سلائی،اور کبھی منافع کا علم اشارے سے ہوتا ہے جیساکہ اجارہ اس بات پر کرنا کہ اس اناج کو اس جگہ منتقل کرنا"۔

آڑھتی کا بیوپاری کے اجازت سے اس کا ذمہ کا دین کا ادا کرنا "حوالہ " ہے۔چونکہ اس پر تینوں راضی ہیں لہذا یہ معاملہ درست ہے۔اس معاملہ کے جواز پر درج ذیل حدیث وعبارت سے استدلال کیا گیا ہے:

" عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "مطل الغني ظلم، وإذا أتبع أحدكم على ملىء فليتبع"قال المحقق :اسناده صحيح على شرط الشيخين" [xiv]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"مالدار شخص کا (قرض کی ادائیگی میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اگر تم میں سے کسی کو (قرض کی وصولی کے لیے) کسی مالدار شخص کی طرف منتقل کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس منتقلی کو قبول کرلے"۔

بدائع الصنائع میں ہے:

" الْحِوَالَة مَشْرُوعَة لقَوْله عَلَيْهِ السَّلَام من أُحِيل على مَلِيء فليتبعه ، ثمَّ الْحِوَالَة مبرئة عندنَا حَتَّى يبرأ الْمُحِيل من الدّين الَّذِي عَلَيْهِ بالحوالة إِلَى الْمُحْتَال عَلَيْهِ ، وللمحتال لَهُ أَن يُطَالب الْمُحْتَال عَلَيْهِ لَا غير " [xv]

"حوالہ آپ ﷺ کے فرمان "من أُحِيل على مَلِيء فليتبعه "کی وجہ سے مشروع ہے،پھر ہمارے نزدیک حوالہ بری کرنے ہے،لہذا محیل (حوالہ کرنے والا /اصل مقروض) محتال علیہ کو اپنا قرض حوالے کرنے کی وجہ سے قرض سے بری ہو جاتا ہے۔محتال لہ (قرض خواہ) صرف محتال علیہ سے ہی قرض وصول کرنے کا حق دار ہے"۔

موجودہ معاملہ آڑھتی نے چونکہ بیوپاری کی رضامندگی سے یہ دین ادا کیا ہے،فقہی روسے آڑھتی کا اس بیوپاری سے کٹوتی کرنا "مقاصہ " کہلاتا ہے،اور یہ جائز ہے۔

علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

"(وكذا يبر بالبيع) ونحوه مما يحصل المقاصة فيه (به) أي بالدين، لان الديون تقتضي بأمثالها" [xvi]

کرائے کے معاملے میں بیوپاری کبھی خود آڑھتی کو کہتا ہے کہ تم ادا کردو، پھر بل میں مجھ سے کاٹ لینا۔اور کبھی بیوپاری یازمین دار کو یہ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ وہ گاڑی کے ڈرائیور سے کہتا ہے کہ کرایہ آڑھتی سے وصول کرلینا۔حوالے کا ایسا معاملہ منڈی میں معروف ہونے کی وجہ سے درست ہے۔ صاحب محیط برہانی لکھتے ہیں:

"إنما يجعل المعروف كالمشروط في العقد إذا كان فيه تجويز العقد"xvii

"لوگوں کے ہاں معروف معاملہ عقد میں مشروط کی مانند ہوتا ہے جب اس میں عقد کو جائز رکھنے کا ارادہ ہو"۔

تاہم آڑھتی اس معاملہ میں اس بات کا خیال رکھے کہ بیوپاری سے اتنی مقدار میں کٹوتی کرسکتا ہے جتنا اس نے گاڑی والے کو ادائیگی کی ہے،اس سے سے زیادہ کٹوتی نہیں کرسکتا۔نیز "ڈالے" کا حکم بیان ہوچکا،اس لیے اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔

آڑھت/ کمیشن

آڑھتی بیوپاری کے بل سے کمیشن وصول کرتا ہے،اسلام آباد منڈی میں فی الحال ساڑھے سات فی صد کمیشن کی کٹوتی ہوتی ہے۔جبکہ "کچے سودے" میں زمین دار سے کمیشن نہیں لی جاتی۔

لاگا

منڈی میں بعض چیزوں جیسے ادرک، لہسن وغیرہ پر کمیشن کی بجائے "لاگا" وصول کیا جاتا ہے۔"لاگا" متعین رقم ہوتی ہے جو فی نگ کے حساب سے لی جاتی ہے جیسے فی نگ پر بیس روپے کی کٹوتی کرنا۔جبکہ کمیشن چیز کی مالیت کے حساب سے لگتی ہے۔عام طور پر لاگا خریدار سے لیا جاتا ہے۔

کمیشن اور لاگا میں فرق

کمیشن کا تعلق مال کے ریٹ سے ہے، کیونکہ کمیشن فی صد کے حساب سے وصول کی جاتی ہے، لہذا مال کا ریٹ جتنا بڑھتا جائے گا کمیشن کی رقم بڑھتی جائے گی۔جبکہ لاگا کا تعلق نگ سے ہے،اور منڈی میں ایک نگ پر بیس روپے متعین ہیں،اس کا تعلق اس بات سے نہیں کہ مال کا ریٹ کیا ہے،ریٹ تھوڑا ہو یا زیادہ آڑھتی لاگا کے عنوان سے بیس روپے فی نگ کے حساب سے کٹوتی کرتا ہے۔اگر کسی نے پانچ نگ اٹھائے تو سو روپے اس وصول کیے جاتے ہیں۔کمیشن کے احکام کے بارے میں فقہائے کرام نے تفصیلی بحث کی ہے،اس کا خلاصہ یہی ہے کہ کمیشن فی نفسہ جائز ہے،تاہم متعاقدین میں سے ہر ایک کو پہلے سے اس کی مقدار کا علم ضروری ہے۔ xviii

مزدوری

آڑھتی جب بیوپاری کا مال مزدوروں کے ذریعے اتارتا ہے تو آڑھتی ان مزدوروں کو خود ادائیگی کردیتا ہے، پھر بل سے مزدوروں کو دی جانے والی اجرت کی کٹوتی کر دی جاتی ہے، چونکہ منڈی تک نا صرف پہنچانا بلکہ گاڑی خالی کرکے منڈی میں وہ سامان متعین جگہ پر رکھنا بیوپاری کی ذمہ داری ہے لہذا آڑھتی کا اس کو مزدور فراہم کرنا اور اس پر ان کی اجرت کی کٹوتی کرنا جائز ہے۔تاہم بہتر ہے کہ اگر کسی بیوپاری اس کے چار جز معلوم نہ ہوں تو پہلے سے آگاہ کردیا جائے۔

بعض مرتبہ بیوپاری اپنا سامان خود اتار دیتا ہے اور متعین جگہ پر رکھ دیتا ہے،اور آڑھتی کے مزدور کام میں نہیں لاتا، لیکن اس صورت میں عمومی طور پر منڈی کو دیکھا گیا ہے کہ آڑھتی پھر بھی بیوپاری اور زمین دار سے مزدوری کی کٹوتی کرتے ہیں۔

جب میں نے کئی آڑھتیوں سے اس حوالے سے پوچھا کہ جب ایک بندہ اپنا مال خود اتار دیتا ہے تو آپ لوگ کیوں اس سے مزدوری کی کٹوتی کرتے ہیں؟ تو ان کا کہنا تھا کہ منڈی نے کئی سے بندے صرف اسی کام کے لئے ملازم رکھے ہوتے ہیں جن کی تنخواہ باقاعدہ منڈی ادا کرتی ہے، لہذا اگر ہر دوسرا بندہ یہ کام خود کرنے لگ جائے اور ہم کٹوتی نہ کریں تو ان کی تنخواہ کہاں سے دیں۔ لہذا منڈی کا اصول ہے کہ سامان اتارنا منڈی کی ذمہ داری ہے خواہ کوئی بیوپاری منڈی سے یہ کام کروائے یا نا کروائے ہر صورت میں مزدوری کی کٹوتی ہوگی۔

پہلی صورت میں جب آڑھتی اپنے مزدوروں سے بیوپاری کے مال گاڑی سے اتارے تو یہ "اجارے" کا معاملہ ہے، اور آڑھتی کا اس عمل کی اجرت وصول کرنا جائز ہے، اور اگر کسی پہلے سے اجرت کا علم نہ ہو تو پہلے سے آگاہ کر دیا جائے کہ "لوائی" کی اتنی اجرت ہوگی۔[xix] بصورت دیگر یہ معاملہ فاسد ہوگا۔[xx]

اس دوسری صورت میں جب بیوپاری اپنا کام خود کرلے تو منڈی/آڑھتی کا اس کے بل میں مزدوری کے چار جز عائد کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

آڑھتی کو پہلے سے صاف طور پر بیوپاری کو یہ بات بتادینی چاہیے کہ ہماری منڈی میں مزدور موجود ہیں جو یہ کام کرلیں گے، آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں، تاہم اس کے باوجود اگر کوئی اپنا کام خود کرلے تو آڑھتی اس سے کٹوتی نا کرے، کیونکہ جس مزدوری کے عنوان سے بل سے کٹوتی کی جاتی ہے وہ سہولت آڑھتی نے بیوپاری نے فراہم ہی نہیں کی ہوتی۔[xxi]

مارکیٹ فیس

مارکیٹ فیس کے بارے میں ذکر ہوا کہ آڑھتی بیوپاری کے بل میں "مارکیٹ فیس" کے نام سے بھی کٹوتی کرتا ہے۔ اس حوالے سے ایک آڑھتی سے گفتگو ہوئی کہ کس قسم کی فیس ہے تو ان کا کہنا تھا کہ گورنمنٹ کی طرف سے منڈی پر جو ٹیکس وغیرہ عائد ہوتا ہے تو ہم مارکیٹ فیس کے عنوان سے وہ ٹیکس بیوپاری سے وصول کرتے ہیں۔

بیوپاری کے بل میں مارکیٹ فیس کے نام سے کچھ چار جز عائد کیے جاتے ہیں، اب یہ مارکیٹ فیس کیا ہے؟ اور اس کا کیا قانون وضابطہ ہے؟ کتنی کٹوتی ہوگی؟ تو عام طور پر منڈی میں کام کرنے والے منشی کو بھی علم نہیں ہوتا، بس بل کی کل رقم کو دیکھ کر اس میں کچھ رقم مارکیٹ فیس کے نام سے کٹوتی کر دیتے ہیں۔ اس کا اور منشیانہ کا حکم ایک جیسا ہے، بظاہر آڑھتی کا "مارکیٹ فیس" کے نام سے بیوپاری کے بل سے کٹوتی کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

منشیانہ

"منشیانہ" کے عنوان سے بھی بیوپاری کے بل سے تھوڑی سی رقم کاٹ لی جاتی ہے۔ منڈی میں "منشیانہ" کے نام سے بل کی جانے والی رقم منشی آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

آڑھتی کا منشیانہ اور مارکیٹ فیس بیوپاری یا زمین دار سے وصول کرنا جائز نہیں، کیونکہ اپنے عمل پر وہ "کمیشن" کی صورت میں وصول کر چکا ہے، نئے عنوان سے الگ طور پر اجرت وصول کرنا جائز نہیں۔ اگر آڑھتی کو اپنی اجرت کم لگتی ہے اور مارکیٹ فیس و منشیانہ کی وصولی کرنا ضروری ہے تو اسے اپنی اجرت یعنی کمیشن میں شامل کرلے، الگ سے وصول نہ کرے۔ ویسے مارکیٹ فیس اور منشیانہ کی مقدار اتنی کم ہوتی ہے کہ اگر آڑھتی اسے نہ لے تو بھی اسے کوئی خاص مالی نقصان نہ ہوگا۔

خلاصہ بحث:

سبزی منڈی میں آڑھتی کو وہی مقام حاصل ہوتا ہے جو جسم میں ریڑھ کی ہڈی کو حاصل ہوتا ہے، یعنی اسی کے ارد گرد سبزی منڈی کا سارا نظام گھومتا ہے، منڈی میں جو زمین دار اور بیوپاری اپنا مال فروخت کرنے کے لیے آڑھتی کے پاس لاتے ہیں تو آڑھتی یہ مال فروخت کرنے کے بعد زمین دار اور بیوپاری کو بل بنا کر دیتا ہے، اس بل

میں وہ مختلف عنوان سے کٹوتیاں کرتا ہے، جن کا ذکر تفصیل سے اس مقالہ میں ہو چکا،اس میں یہ بات سامنے آئی کہ آڑھتی بل میں بعض کٹوتیاں ایسی کرتے ہیں جو کہ شرعاان کا حق بنتا ہے، جیسا کہ کمیشن اور لاگا وغیرہ ہے،تاہم اس کے بل میں بعض ایسی کٹوتیاں بھی کرتا ہے جس کا شرعا کوئی جواز نہیں،ان میں مارکیٹ فیس اور منشانہ وغیرہ شامل ہیں،آڑھتی کے لیے ضروری ہے کہ ان غیر شرعی امور سے بچے،تاہم اگر ان کٹوتیوں کے بغیر اس کا گزارا نہیں چل سکتا تو ان کو کمیشن میں ضم کردے، اور دیگر ناموں کو ختم کردے، جس سے آڑھتی کا مقصد بھی حاصل ہو جائے گا اور معاملہ شرعا جائز بھی ہوگا۔

مصادر ومراجع

---

i المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ) حديث: 102 دار إحياء التراث العربي - بيروت

ii فیروزالدین، فیروزاللغات، فیروز سنز پرائیویٹ لمٹیڈ لاہور: 17

iii ایضا

iv فیروزالدین، فیروزاللغات، فیروز سنز پرائیویٹ لمٹیڈ لاہور، ص1356

v اے حمید شاہد، زرعی معاشیات، علمی کتاب خانہ کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور، ص228

vi زرعی معاشیات: ص229

vii المنجد، دارالاشاعت کراچی: ص503

viii الفرقان، 7:25

ix شیخ الہند، محمود الحسن، تفسیر عثمانی، دارالقرآن اردو بازار، لاہور، ص: 469

x سید قاسم محمود، مکمل اسلامی انسائیکلوپیڈیا: ص1082

xi Oxford English–Urdu Dictionary, Translated by Shanul Haq Haqqee

xii حنظلہ سعید، زرعی معاشیات، مکتبہ حسن، اردو بازار لاہور: ص226

xiii أبو البركات، عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي، كنز الدقائق: 543

xiv ابن حبان، أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، 435/11

xv محمد بن أحمد السمرقندي، تحفة الفقهاء: 247/3

xvi (وكذا يبرأ بالبيع) ونحوه مما يحصل المقاصة فيه (به) أي بالدين، لان الديون تقتضي بأمثالها، الدر المختار: 303

xvii المحيط البرهاني في الفقه النعماني فقه الإمام أبي حنيفة: 444/7

xviii (وأجرة السمسار) هو الدال على مكان السلعة وصاحبها، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار: ص425

xix (الْمَادَّةُ 562) تَجُوزُ إجَارَةُ الْآدَمِيِّ لِلْخِدْمَةِ أَوْ لِإِجْرَاءِ صَنْعَةٍ بِبَيَانِ مُدَّةٍ أَوْ بِتَعْيِينِ الْعَمَلِ بِصُورَةٍ أُخْرَى, كَمَا بُيِّنَ فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ مِنْ الْبَابِ الثَّانِي، مجلة الأحكام العدلية: 105

xx وشرطها: كون الاجرة والمنفعة معلومتين لان جهالتهما تفضي إلى المنازعة، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار: ص569

International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

[xxi] الأجیر المشترک من یعمل لغیر واحدٍ ولا یستحقّ الأجر حتّٰی یعمل، کنزالد قائق: 553